(۴۰)

نفاق بہت بڑی مصیبت ہے

(فرمودہ ۲۵۔ستمبر ۱۹۱۴ء)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ [1]

اس کے بعد فرمایا:۔

دنیا کی بڑی بڑی مصیبتوں میں سے ایک نفاق کی مصیبت بھی ہے۔منافق انسان کا حملہ بہت خطرناک حملہ ہوتا ہے۔سامنے سے حملہ کرنے والا انسان خواہ کیسا ہی بہادر، دلیر اور طاقتور کیوں نہ ہو اور جس پر حملہ کیا گیا ہو وہ خواہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو لیکن پھر بھی وہ ضرور کچھ نہ کچھ مقابلہ کرتا ہے۔لیکن منافق انسان جو پوشیدہ اور خفیہ طور پر حملہ کرتا ہے، دوست بن کر دشمنی کرتا ہے، ساتھ دے کر عداوت کا ثبوت دیتا ہے اور محبت جتا کر تکلیف اور دُکھ پہنچاتا ہے اس کا حملہ نہایت خطرناک ہوتا ہے۔کوئی کتنا ہی بڑا پہلوان کتنا ہی مضبوط نوجوان اور کتنا ہی دانا ہو لیکن اگر وہ کنویں میں جھانکنے لگے تو ایک چھوٹا بچہ بھی اسے اچانک دھکّا دے کر کنویں میں گرا سکتا ہے۔بڑے بڑے جرنیل اور سپہ سالار جن کی شکل دیکھ کر دشمنوں کے حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور وہ کانپنے لگتے ہیں ان کو بہت چھوٹے چھوٹے اور مریل انسان منافقانہ رنگ میں قتل کر دیتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلافت کے زمانہ میں کس قدر رُعب اور جلال تھا کہ بڑے بڑے بادشاہ نام سن کر کانپ جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک رومی بادشاہ نے سفیر کو آپ کی طرف بھیجا تو اس نے آ کر کسی مسلمان سے پوچھا کہ بادشاہ کا کون سا محل ہے۔ اس نے کہا کہ کونسا بادشاہ ہمارا تو کوئی بادشاہ نہیں۔ سفیر نے کہا کہ عمر تو اس نے کہا کہ اوہ! خلیفہ! اس کا محل کیا ہونا ہے۔ مسجد میں جا کر دیکھو لیٹے ہوئے ہوں گے۔ وہاں گیا تو پتہ لگا کہ باہر گئے ہوئے ہیں۔ وہ بھی وہیں پہنچا اور دیکھا کہ زمین پر چادر بچھائے لیٹے ہوئے تھے اس نے اپنے خیال میں بڑا عظیم الشان نقشہ جمایا ہوا ہوگا کہ وہ عمرؓ جس نے سارے یورپ اور ایشیاء کے ساتھ جنگ شروع کی ہوئی ہے وہ بڑے عالیشان محلوں میں رہتا ہوگا اس کا دربار بڑی شان وشوکت کے ساتھ لگتا ہوگا۔ لیکن وہ زمین پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لیٹا دیکھ کر ایسا مبہوت ہوا کہ بول ہی نہیں سکتا تھا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ کہو کیا بات ہے ڈرو نہیں اور اپنا مطلب بیان کرو۔ تو آپ کا اس قدر رعب تھا کہ لوگوں کی زبان بھی بند ہو جاتی تھی لیکن ایک خبیث انسان ۲؎ نے جو کہ نہ کوئی بڑا بہادر تھا اور نہ ہی دلیر۔ نہ وہ عقلمند اور مدبر تھا اور نہ کوئی مشہور ومعروف سردار، صبح کی نماز پڑھنے کے لئے نکلتے وقت آپ کو چھری سے مار دیا۔ روم کا قیصر اور ایران کا کسریٰ جو کام نہ کر سکے وہ ایک نہایت پاجی ۳؎ اور خبیث انسان نے منافقت سے کر دیا۔ لاکھوں فوجیں آپ پر چڑھ کر آئیں اور دشمنوں نے آپ کی جان لینے کے واسطے بڑا زور مارا لیکن کچھ نہ کر سکے۔ اور وار چلایا تو ایک حقیر اور غیر معروف انسان نے جس کی کوئی طاقت اور حقیقت نہ تھی پر وہ صرف نفاق کی وجہ سے کامیاب ہو گیا۔ تو بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے بہادر اور دلیر تھے لیکن نفاق کا علاج ان کے پاس بھی نہ تھا۔ وہ انسان جو میدان جنگ میں موت کی ذرا پرواہ نہیں کرتا اور بہادرانہ اپنی تلوار چلاتا ہے اس کو اگر کوئی دھوکا سے زہر دے دے تو اس کا وہ کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ منافق کا حملہ بہت خطرناک ہوتا ہے۔ وہ اندر ہی اندر اور خفیہ طور پر نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ یوں اگر بادشاہ کو اپنے دشمن کا علم ہو تو وہ اپنے ساتھ فوج رکھے گا۔ اور ہر وقت چوکس رہے گا۔ لیکن اگر وزیر ہی اس کی جان کا پیاسا ہو تو اس کا وہ کوئی علاج نہیں کر سکے گا کیونکہ اس کی دوستی نے اس کے نفاق پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ منافق کا حملہ بہت سخت ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں اسی وجہ سے منافق کو بہت بُرا کہا گیا ہے۔ ایک طرف نفاق کے نقصان کی اہمیت کو دیکھ کر ایک رذیل سے رذیل انسان

بڑے بڑے بہادروں اور جانبازوں کی جان لے سکتا ہے۔ اور ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جہاں ہزاروں جانیں نثار کرنے والے تھے وہاں ایسے لوگ بھی پاکر جو صرف اس بات کے منتظر رہتے تھے کہ موقع ملے تو حملہ کر دیں گے اور پھر آپ ان کو علیحدگی میں بات چیت کرنے کا موقع دیتے تھے۔ تو ان باتوں کو اور آپ کے دعویٰ کی نوعیت کو دیکھ کر آپ کے صحیح سلامت رہنے سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کا کس قدر دشمنوں پر رعب اور غلبہ تھا۔ بادشاہت اور حکومت کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شوکت کہاں تھی جو حضرت عمرؓ کی تھی مگر ان پر باوجود اتنے رعب کے بھی چھری چلا ہی دی گئی۔ اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھو کہ کتنا بڑا جتھا منافقین کا آپ کے ارد گرد رہتا تھا مگر ان کی بات کرتے ہوئے بھی جان نکلتی تھی۔ وہ اکیلے اور تنہا آپ سے ملتے تھے مگر کسی کی مجال نہ تھی کہ ہاتھ اٹھانے کی جرأت کر سکے۔ وہ سب آپ کی نظر اُٹھانے سے ہی بھاگ پڑتے تھے۔ یہ خدا تعالیٰ کی طاقت اور قدرت تھی جو کہ آپ کی زندگی میں نظر آتی تھی۔ ورنہ جو خبیث انسان حضرت عمرؓ کو قتل کرنے میں کامیاب ہوا وہ آسانی سے آپ پر حملہ کرنے کا مرتکب ہوسکتا تھا۔ یہ جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں منافقوں کا ذکر ہے منافق لوگوں کے دلوں میں اتنا ڈر ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے خادم ہیں۔ ہم اپنی جان اور مال سے تمہاری مدد کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن جب جُدا ہوتے ہیں تو آپس میں کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے زیادہ کھل کر باتیں نہ کیا کرو پھر وہ ہمیں تکلیف دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا ان کو معلوم نہیں کہ ہم ان کی تمام باتوں کو جانتے ہیں جو کہ چھپاتے ہیں یا جن کا اظہار کرتے ہیں۔

ہمارے زمانہ میں بھی منافقوں کا ایک گروہ پیدا ہو گیا تھا جو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم سے جدا کر دیا ہے۔ پچھلے دنوں میں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ ایک بڑا عظیم الشان مکان ہے اس میں کچھ سوراخ ہیں اور اس کی چھت میں دو تین کڑیوں کی جگہ خالی ہے۔ مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ خالی جگہ نہیں بلکہ یہاں کے منافق ہیں۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ان میں سے کچھ لوگوں کو نکال دیا۔ پانچ چھ دن ہوئے ہیں کہ رؤیا میں مجھے ایک اور شخص دکھایا گیا ہے۔ ایک مکان میں تہجد کی نماز پڑھ رہا ہوں میرے دل میں کھٹکا پیدا ہوا کہ کوئی شخص چوری کے ارادے سے اس مکان میں داخل ہوا ہے میں اس خیال سے کہ وہ کوئی چیز نہ چُرا لے۔ جلدی نماز ختم کر کے اسکی طرف بڑھا تو وہ بغیر کوئی چیز اٹھانے کے بھاگ گیا۔ اس وقت اس نے چوروں

کی طرح تمام کپڑے اتار کر صرف لنگوٹی باندھی ہوئی تھی۔ میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ یہ منافق ہے جو کہ نقصان پہنچانا چاہتا ہے لیکن نہیں پہنچا سکے گا۔ تو منافق خفیہ خفیہ اپنی کارروائی میں لگے رہتے ہیں اور وہ خود بھی بڑی مشکلات میں ہوتے ہیں کیونکہ انہیں دونوں طرفوں کو خوش رکھنا پڑتا ہے اس لئے وہ ایک طرف کی باتیں دوسری طرف اور ان کی باتیں دوسروں کی طرف پہنچاتے رہتے ہیں اور اس بات سے بھی ڈرتے ہیں کہ یہی بات نہ کھل جائے اس لئے وہ بچ بچ کر پوشیدہ طور پر باتیں کرتے ہیں اور نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں۔ لیکن جب کوئی کام اللہ تعالیٰ کی منشاء کے ماتحت ہو رہا ہو تو وہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ منافق انسان کی حالت دین اور دنیا دونوں میں خراب اور ابتر ہی رہتی ہے کیونکہ کوئی ان کا اعتبار نہیں کرتا۔ بہت سے ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ کسی بادشاہ نے رشوت کا لالچ دے کر کسی کو قتل کروا دیا۔ لیکن جب وہ انعام لینے آیا تو اس کو یہی انعام ملا کہ قتل کر دیا گیا۔ تو واقعہ میں دانا انسان منافق کا کبھی اعتبار نہیں کرتا اور منافق کبھی سکھ نہیں پا سکتا۔ میں ایسے انسان کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ہمارا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور اس کے پاس صرف لنگوٹی ہی رہ جائے گی۔ وہ سمجھ جائے اور منافقت سے باز آ جائے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ہر ایک پوشیدہ اور ظاہر بات کو جانتا ہے۔ وہ یہ نہ سمجھے کہ میں اپنے نفاق پوشیدہ رکھ سکوں گا خدا تعالیٰ ضرور اسکی باتوں کو ایک دن ظاہر کر دیگا اور پھر اسے منہ دکھانا بھی مشکل ہو جائے گا۔ مجھے ایک واقعہ یاد کر کے مزا آجاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کس طرح پوشیدہ باتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ میں نے اخبار میں پڑھا کہ کچھ بنگالی طالب علم فرانس کے کسی شہر کے ہوٹل میں کھانا کھا رہے تھے اور ایک کمشنر کی نقلیں اتار رہے تھے کہ وہ یوں یوں کیا کرتا تھا۔ جب وہ باتیں ختم کر چکے تو ایک آدمی جو کہ ان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اُٹھ کر ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے معافی مانگتا ہوں کہ ایسی حرکات مجھ سے ہی سرزد ہوتی رہی ہیں۔ اس شخص کے اچانک بول اٹھنے سے وہ سخت شرمندہ ہوئے اور معافی مانگی تو خدا تعالیٰ بڑے بڑے بھید ظاہر کر دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک صحابی نے اپنے رشتہ داروں کو مکہ پر مسلمانوں کے حملہ کرنے کی خبر پوشیدہ طور پر پہنچانی چاہی تا کہ اس ہمدردی کے اظہار کی وجہ سے وہ اس کے رشتہ داروں سے نیک سلوک کریں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الہام کے ذریعہ یہ بات بتا دی گئی۔ آپ نے حضرت علیؓ اور چند ایک اور صحابہ کو بھیجا کہ فلاں جگہ ایک عورت ہے اس سے جا کر کاغذ

لے آؤ۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر اس عورت سے کاغذ مانگا تو اس نے انکار کر دیا بعض صحابہ نے کہا کہ شاید رسول کریمؐ کو غلطی لگی ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا نہیں آپ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس سے وہ کاغذ نہ ملے میں یہاں سے نہ ہٹوں گا۔ انہوں نے اس عورت کو ڈانٹا تو اس نے وہ کاغذ نکال کر دے دیا۴۔ تو منافق خواہ کتنا ہی چھپائے وہ ظاہر ہو ہی جاتا ہے اور وہ خود بخود ذلیل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ منافقوں نے آپس میں ایک دوسرے کو کہا کہ تم اپنے دل کی باتیں مسلمانوں کو کیوں بتاتے ہو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کو تقویت حاصل ہو جائے گی اور وہ ہمیں نقصان پہنچائیں گے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ منافق ایک دوسرے کو ڈانٹتے ہیں کہ کسی کو کوئی بات نہ بتانا لیکن خود انہیں مجبوراً ابتانی ہی پڑتی ہے۔ مومن ہمیشہ بہادر اور دلیر ہوتا ہے۔ نفاق خطرے اور ڈر کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ لیکن جو انسان خدا تعالیٰ پر یقین رکھتا ہے اس کا کوئی کچھ نقصان نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ کسی سے ڈرتا بھی نہیں۔ پس مومن کے دل میں جو بات ہو اسے چاہیئے کہ اچھی طرح بہادری سے اس کا اظہار کر دے اور جو نہ مانے اس کو چھوڑ دے۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ آج کل لوگ کون سی بات کے ڈر سے نفاق کا پردہ اوڑھے ہوئے ہیں۔ اور سچی بات کے اظہار کی طاقت نہیں رکھتے۔ ایسے پُرامن زمانہ میں جبکہ کوئی کسی کو کچھ تکلیف نہیں پہنچا سکتا اگر کسی کی طبیعت نفاق کی طرف جھکتی ہے تو وہ بہت ہی بد فطرت انسان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گو تلوار سے کسی پر رعب اور ڈر نہ ڈالتے تھے لیکن چونکہ آپ کے ہاتھ میں تلوار تھی اس لئے کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس ڈر سے بعض منافقت اختیار کئے ہوئے تھے لیکن اب تو امن و امان کا زمانہ ہے اس لئے اب اگر کوئی منافقت کرتا ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کے منافق سے ہزار درجہ زیادہ منافق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو آئندہ منافقوں سے بچائے اور جس طرح اس نے بعض منافقین کو جُدا کر دیا ہے اسی طرح اگر اور کوئی ہو تو اس کو بھی نکال کر ہم سب میں اتفاق پیدا کر دے۔

(الفضل یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء)

۱؎ البقرۃ: ۷۷، ۷۸ ۲؎ ایک عیسائی غلام ابولؤلؤ نے حضرت عمرؓ کو شہید کیا تھا۔

۳؎ پاجی: کمینہ، ذلیل، بدذات، شریر

۴؎ بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح وما بعث حاطب بن ابی بلتعۃ۔